روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10
الفضل
The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
جمعرات 17 جنوری 2013ء 4 ربیع الاوّل 1434 ہجری 17 صلح 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 15

کتاب وحکمت کی تعلیم

وہی ہے جس نے امی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔

(سورۃ الجمعہ آیت 3)

اخلاق عالیہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

آپؐ رات کو تیسرے پہر تہجد کے لئے بیدار ہوتے تو اُٹھتے ہی سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت فرماتے۔ ان آیات کا مضمون خالق کائنات کی تخلیق ارض وسماء اور اس میں موجود نشانات پر غوروفکر سے تعلق رکھتا ہے۔ جس کے بعد انسان کے دل میں بے اختیار اللہ تعالیٰ کی عبادت کا شوق اور جوش اور ولولہ بیدار ہوتا ہے۔ (بخاری کتاب الوضوء باب قراءۃ القرآن بعد الحدث)

اسی طرح رات کو بستر پر جاتے ہوئے بھی قرآن کے مختلف حصوں کی تلاوت رسول کریمؐ سے ثابت ہے۔ حضرت عائشہؓ کی ایک روایت کے مطابق نبی کریمؐ آخری تین سورتوں کی تلاوت کر کے ہاتھوں میں پھونکتے اور اپنے جسم پر پھیر کر سو جاتے۔

(بخاری کتاب الدعوات باب التعوذ والقراءۃ عندالمنام)

حضرت جابرؓ کے بیان کے مطابق سونے سے قبل آنحضرتؐ سورۂ السجدہ اور سورۂ ملک کی تلاوت کرتے تھے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فیمن یقرء القرآن عندالمنام۔۔:3404)

حضرت عائشہؓ کی دوسری روایت یہ ہے کہ سونے سے قبل رسول اللہؐ سورۂ زمر اور بنی اسرائیل کی بھی تلاوت کرتے تھے۔

(مسند احمد جلد 6 ص 68)

حضرت عرباضؓ بن ساریہ کی روایت کے مطابق رسول کریمؐ بستر پر جاتے ہوئے وہ سورتیں جو اللہ کی تسبیح کے ذکر سے شروع ہوتی ہیں۔ (یعنی الحدید، الحشر، الصف، الجمعہ، التغابن اور الاعلیٰ) پڑھتے تھے اور فرماتے تھے ان میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔ (مسند احمد جلد4 ص128)

حضرت خبابؓ کا بیان ہے کہ رسول کریمؐ بستر پر جانے سے قبل سورۂ کافرون سے لے کر آخر تک تمام سورتیں پڑھ کر سوتے تھے۔

(مجمع الزوائد ہیثمی جلد10 ص121)

حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ کہتے ہیں کہ ایک رات مجھے نبی کریم ﷺ کے ساتھ رات کو عبادت کرنے کی توفیق ملی۔ آپؐ نے پہلے سورۂ بقرہ پڑھی۔ آپؐ کسی رحمت کی آیت سے نہیں گزرتے تھے مگر وہاں رک کر دعا کرتے اور کسی عذاب کی آیت سے نہیں گزرے مگر رک کر پناہ مانگی۔ پھر نماز میں قیام کے برابر آپؐ نے رکوع فرمایا۔ جس میں تسبیح وتحمید کرتے رہے۔ پھر اسی قیام کے برابر سجدہ کیا۔ سجدہ میں بھی یہی تسبیح اور دعا پڑھتے رہے۔ پھر کھڑے ہو کر آل عمران کی تلاوت کی۔ پھر اس کے بعد ہر رکعت میں ایک ایک سورۃ پڑھتے رہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوۃ۔ باب فی الدعاء مایقول الرجل فی رکوعہ و سجودہ)

رمضان المبارک نزول قرآن کا مہینہ ہے۔ اس میں قرآن شریف کی تلاوت کا شغف اپنے عروج پر ہوتا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ نیکیوں میں سب لوگوں سے سبقت لے جانے والے تھے اور سب سے زیادہ آپ کی یہ شان رمضان میں دیکھی جاتی تھی۔ جب جبریلؑ آپؐ سے ملاقات کرتے تھے اور یہ ملاقات رمضان کی ہر رات کو ہوتی تھی۔ جس میں وہ رسول کریمؐ سے قرآن کریم کا دور کرتے تھے یعنی آپؐ سے قرآن سنتے بھی تھے اور آپؐ کو سناتے بھی تھے۔ اس زمانے میں رسول اللہؐ کی نیکیوں کا عجب عالم ہوتا تھا۔ آپؐ تیز آندھی سے بھی بڑھ کر سخاوت فرماتے تھے۔ (بخاری کتاب الصوم)

حصول وعدہ جات تحریک جدید

وکالت مال اوّل تحریک جدید کی طرف سے ہفتہ حصول وعدہ جات تحریک جدید مورخہ 18 تا 25 جنوری 2013ء منایا جارہا ہے۔ اس سلسلہ میں عہدیداران سے درخواست ہے کہ وہ اس ہفتہ کے دوران ٹارگٹس کے مطابق وعدہ جات حاصل کر کے مرکز میں بھجوانے کا اہتمام کریں نیز ہفتہ بھر کی مساعی کی رپورٹ بھی وکالت مال اوّل میں بھجوائیں۔ اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعود کا حسب ذیل ارشاد پیش نظر رہے۔ فرمایا

"پس محض اس لئے سستی کرنا کہ 31 جنوری .... تک ابھی کافی وقت ہے ایک خطرناک علامت ہے جس کا نتیجہ بعض دفعہ یہ نکلتا ہے کہ انسان آخری وقت میں بھی شامل نہیں ہوسکتا اور ثواب حاصل کرنے سے محروم رہ جاتا ہے.... ......پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ہوشیار ہو جائیں اور اپنے وعدے لکھ کر دفتر بھجوا دیں۔"

(روزنامہ الفضل 13 جنوری 1938ء)

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

ہومیو پیتھک ڈاکٹر کی آمد

مکرم ڈاکٹر حامد اللہ خان صاحب انگلینڈ سے تشریف لا چکے ہیں۔ موصوف مورخہ 19 جنوری تا 20 فروری 2013ء فضل عمر ہسپتال میں بطور وقف عارضی ہومیو کلینک کریں گے۔ وہ ہومیو پیتھک اور آکوپنکچر کے علاوہ جلدی امراض کے بھی ماہر ہیں۔ احباب وخواتین سے گزارش ہے کہ وہ اپنی تکالیف کے علاج کیلئے ہسپتال تشریف لائیں اور پرچی روم سے رابطہ کر کے اپنی رجسٹریشن کروا لیں اور مزید معلومات کیلئے استقبالیہ سے رجوع فرمائیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

حضرت مصلح موعود کے قلم سے

قسط نمبر 47

دیباچہ تفسیر القرآن ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور خلق عظیم

آخر وہ دن آگیا جو ہر انسان پر آتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کام دنیا میں ختم کر چکے، خدا کی وحی تمام وکمال نازل ہو چکی، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ سے ایک نئی قوم اور ایک نئے آسمان اور ایک نئی زمین کی بنیاد ڈال دی گئی۔ بونے والے نے زمین میں ہل چلایا، پانی دیا اور بیج بو دیا اور فصل تیار کی۔ اب فصل کے کاٹنے کا کام اس کے ذمہ نہ تھا۔ وہ ایک مزدور کی حیثیت سے آیا اور ایک مزدور ہی کی حیثیت سے اسے اس دنیا سے جانا تھا کیونکہ اُس کا انعام اِس دنیا کی چیزیں نہیں تھیں بلکہ اُس کا انعام اپنے پیدا کرنے والے اور اپنے بھیجنے والے کی رضا تھی۔ جب فصل کٹنے پر آئی تو اُس نے اپنے ربّ سے یہی خواہش کی کہ وہ اب اُسے دنیا سے اُٹھا لے اور یہ فصل بعد میں دوسرے لوگ کاٹیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے کچھ دن تو تکلیف اُٹھا کر بھی مسجد میں نماز پڑھانے کے لئے آتے رہے۔ آخر یہ طاقت بھی نہ رہی کہ آپ مسجد میں آسکتے۔ صحابہؓ کبھی خیال بھی نہیں کر سکتے تھے کہ آپ فوت ہو جائیں گے۔ مگر آپ بار بار انہیں اپنی وفات کے قرب کی خبر دیتے۔ ایک دن صحابہ کی مجلس لگی ہوئی تھی کہ آپ نے فرمایا اگر کسی شخص سے غلطی ہو جائے تو بہتر یہی ہوتا ہے کہ اِس دنیا میں اس کا ازالہ کر دے تا کہ خدا کے سامنے شرمندہ نہ ہو۔ اگر میرے ہاتھ سے نادانستہ طور پر کسی کا حق مارا گیا ہو تو وہ مجھ سے اپنا حق مانگ لے۔ اگر بے جانے بوجھے مجھ سے کسی کو تکلیف پہنچی ہو تو آج وہ مجھ سے بدلہ لے لے کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ خدا تعالیٰ کے سامنے شرمندہ ہوں۔ دوسرے صحابہ پر تو یہ بات سن کر رقت طاری ہو گئی اور ان کے دل میں یہی خیال گزرنے لگے کہ کس طرح تکلیف اُٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے آرام کی صورت پیدا کرتے رہے ہیں۔ کس طرح آپ بھوکا رہ کر ان کو کھلاتے رہے ہیں۔ اپنے کپڑوں کو پیوند لگا کر اُن کو کپڑے پہناتے رہے ہیں پھر بھی دوسروں کے حقوق کا آپ کو اتنا خیال ہے کہ آپ اُن سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر بے جانے بوجھے مجھ سے کسی کو تکلیف پہنچی ہو تو آج مجھ سے بدلہ لے لے۔ مگر ایک صحابی آگے بڑھے اور اُنہوں نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! مجھے آپ سے ایک دفعہ تکلیف پہنچی تھی۔ جنگ کی صفیں تیار ہو رہی تھیں کہ آپ صف میں سے ہو کر آگے بڑھے اُس وقت آپ کی کہنی میرے جسم کو لگ گئی تھی۔ چونکہ آپ نے فرمایا کہ بے جانے بوجھے بھی اگر کسی کو نقصان پہنچا ہو تو مجھ سے بدلہ لے لے تو میں چاہتا ہوں کہ اِس وقت آپ سے اُس تکلیف کا بدلہ لے لوں۔ وہ صحابہؓ جو غم کے سمندر میں ڈوب رہے تھے یکدم اُن کی حالت میں تغیر پیدا ہوا۔ اُن کی آنکھوں میں سے خون ٹپکنے لگا اور ہر شخص یہ محسوس کرتا تھا کہ یہ شخص جس نے ایسے موقع پر بجائے نصیحت حاصل کرنے کے اس قسم کی بات چھیڑ دی ہے سخت سے سخت سزا کا مستحق ہے مگر اُس صحابی نے پرواہ نہ کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ٹھیک کہتے ہو تمہارا حق ہے کہ بدلہ لو اور آپ نے کروٹ بدلی اور اپنی پیٹھ اُس کی طرف کر دی اور فرمایا لو میرے کہنی مار لو۔ اُس صحابیؓ نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! جب میرے کہنی لگی تھی اُس وقت میرا جسم ننگا تھا کیونکہ میرے پاس کرتہ نہ تھا کہ میں اُسے پہنتا۔ آپ نے فرمایا میرا کرتہ اُٹھا دو اور ننگے جسم پر کہنی مار کر اپنا بدلہ لے لو۔ اُس صحابیؓ نے آپ کا کرتہ اُٹھایا اور کانپتے ہوئے ہونٹوں اور آنسو بہاتی آنکھوں سے جھک کر آپ کی کمر کو بوسہ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا؟ اس نے جواب میں کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! جب آپ فرماتے ہیں کہ آپ کی موت قریب ہے تو آپ کو چھونے اور پیار کرنے کے مواقع ہمیں کب تک ملیں گے۔ بیشک جنگ کے موقع پر مجھے آپ کی کہنی لگی تھی، لیکن کس کے دل میں اُس کہنی لگنے کا بدلہ لینے کا خیال بھی آسکتا ہے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آج مجھ سے بدلہ لے لو تو چلو اِس بہانہ سے میں آپ کو پیار ہی کر لوں۔ وہی صحابہؓ جن کے دل غصہ سے خون ہو رہے تھے اِس بات کو سن کر اُنہی کے دل اس حسرت سے بھر گئے کہ کاش! یہ موقع ہم کو نصیب ہوتا!

مرض بڑھتا گیا، موت قریب آتی گئی۔ مدینہ کا سورج باوجود پہلے کی سی آب وتاب سے چمکنے کے صحابہ کی نظروں میں زرد رہنے لگا۔ دن چڑھتے تھے مگر اُن کی آنکھوں پر تاریکی کے پردے پڑتے چلے جاتے تھے آخر وہ وقت آ گیا جب کہ خدا کے رسول کی روح دنیا کو چھوڑ کر اپنے پیدا کرنے والے کے حضور میں حاضر ہونے والی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سانس تیز ہونے لگا اور سانس لینے میں تکلیف محسوس ہونے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا میرا سر اُٹھا کر اپنے سینہ کے ساتھ رکھ لو کیونکہ لیٹے لیٹے سانس نہیں لیا جاتا۔ حضرت عائشہؓ نے آپ کا سر اُٹھا کر اپنے سینہ کے ساتھ لگا لیا اور آپ کو سہارا دے کر بیٹھ گئیں۔ موت کی تکلیف آپ پر طاری تھی۔ آپ گھبراہٹ سے بیٹھے بیٹھے کبھی اِس پہلو پر جھکتے تھے اور کبھی اُس پہلو پر اور فرماتے تھے خدا بُرا کرے یہود اور نصاریٰ کا کہ اُنہوں نے اپنے نبیوں کے مرنے کے بعد اُن کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔

یہ آپ کی آخری نصیحت تھی اپنی اُمت کیلئے کہ گو تم مجھے تمام نبیوں سے زیادہ شاندار دیکھو گے اور سب سے زیادہ کامیاب پاؤ گے مگر دیکھنا! میرے بندے ہونے کو کبھی نہ بھول جانا۔ خدا کا مقام خدا ہی کیلئے سمجھتے رہنا اور میری قبر کو ایک قبر سے زیادہ کبھی کچھ نہ سمجھنا۔ باقی اُمتیں اپنے نبیوں کی قبروں کو بیشک مسجدیں بنا لیں، وہاں بیٹھ کر چلّے کیا کریں اور اُن پر چڑھاوے چڑھائیں یا نذریں دیں مگر تمہارا یہ کام نہیں ہونا چاہئے۔ تم خدائے واحد کی پرستش کو قائم کرنے کیلئے کھڑے کئے گئے ہو۔ یہ کہتے کہتے آپ کی آنکھیں چڑھ گئیں اور آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے اِلَی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی ۔اِلَی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی میں عرش معلّٰی پر بیٹھنے والے اپنے مہربان دوست کی طرف جاتا ہوں۔ میں عرش معلّٰی پر بیٹھنے والے اپنے مہربان دوست کی طرف جاتا ہوں۔ یہ کہتے کہتے آپ کی روح اِس جسم سے جُدا ہو گئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہؓ کی حالت

جب یہ خبر مسجد میں صحابہ کو ملی جن میں سے اکثر اپنے کام کاج چھوڑ کر مسجد میں آپ کی صحت کی خوشخبری سننے کے انتظار میں تھے تو اُن پر ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ حضرت ابوبکرؓ اُس وقت تھوڑی دیر کیلئے کسی کام کے لئے باہر گئے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ مسجد میں تھے جب اُنہوں نے لوگوں کو یہ بات کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں تو اُنہوں نے نیام سے تلوار نکال لی اور کہا خدا کی قسم! جو شخص یہ کہے گا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں مَیں اُس کا سَر اُڑا دوں گا۔ ابھی تک منافق دنیا میں باقی ہیں اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہو سکتے۔ اگر اُن کی روح جسم سے جدا ہو گئی ہے تو وہ صرف موسیٰؑ کی طرح خدا کی ملاقات کے لئے گئی ہے اور پھر واپس آئے گی اور دنیا سے منافقوں کا قلع قمع کرے گی۔ یہ کہا اور ننگی تلوار لے کر اس روح فرسا خبر کے صدمہ سے مجنونوں کی طرح اِدھر اُدھر ٹہلنے لگے اور ساتھ ساتھ یہ کہتے جاتے تھے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے گا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں تو میں اُسے قتل کر دوں گا۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ جب ہم نے حضرت عمرؓ کو اس طرح ٹہلتے ہوئے دیکھا تو ہمارے دلوں کو بھی ڈھارس بندھی اور ہم نے کہا عمرؓ سچ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے ضرور اس بارہ میں لوگوں کو غلطی لگی ہے اور عمرؓ کے قول کے ساتھ ہم نے اپنے دلوں کو تسلی دینی شروع کی۔ اتنے میں بعض لوگوں نے دَوڑ کر حضرت ابوبکرؓ کو صورتِ حالات سے اطلاع دی۔ اُن سے اطلاع پا کر حضرت ابوبکرؓ بھی مسجد میں پہنچ گئے مگر کسی سے بات نہ کی سیدھے گھر میں چلے گئے اور جا کر حضرت عائشہؓ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہاں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے آپ کے منہ پر سے کپڑا اُٹھایا آپ کے ماتھے کو بوسہ دیا اور محبت کے چمکتے ہوئے آنسو آپ کی آنکھوں سے گرے اور آپ نے فرمایا خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں وارد نہیں کرے گا۔ یعنی یہ نہیں ہوگا کہ ایک تو آپ جسمانی طور پر فوت ہو جائیں اور دوسری موت آپ پر یہ وارد ہو کہ آپ کی جماعت غلط عقائد اور غلط خیالوں میں مبتلا ہو جائے۔ یہ کہہ کر آپ باہر آئے اور صفوں کو چیرتے ہوئے خاموشی کے ساتھ منبر کی طرف بڑھے۔ جب آپ منبر پر کھڑے ہوئے تو حضرت عمرؓ بھی تلوار کھینچ کر آپ کے پاس کھڑے ہو گئے اِس نیت سے کہ اگر ابوبکرؓ نے یہ کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں تو میں اُن کو قتل کر دوں گا۔ جب آپ بولنے لگے تو حضرت عمرؓ نے آپ کا کپڑا کھینچا اور آپ کو خاموش کرنا چاہا مگر آپ نے کپڑے کو جھٹک کر اُن کے ہاتھ سے چھڑا لیا اور پھر قرآن شریف کی یہ آیت پڑھی...... (آل عمران: 145) یعنی اے لوگو! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اللہ تعالیٰ کے ایک رسول تھے اُن سے پہلے اور بہت سے رسول گزرے ہیں اور سب کے سب فوت ہو چکے ہیں کیا اگر وہ مر جائیں یا مارے جائیں تو تم لوگ اپنے دین کو چھوڑ کر پھر جاؤ گے؟ دین خدا کا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو نہیں۔ یہ آیت اُحد کے وقت نازل ہوئی تھی جب کہ بعض لوگ یہ سن کر کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں دل چھوڑ کر بیٹھ گئے تھے۔ اِس آیت کے پڑھنے

باقی صفحہ 7 پر

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب

تعلیم الاسلام کالج کے مرحوم اساتذہ اور کارکنان

(قسط دوم آخر)

مولانا ابوالعطاء صاحب

مولانا ابوالعطا صاحب جامعہ احمدیہ اور جامعۃ المبشرین کے پرنسپل کے طور پر سبکدوش ہونے کے بعد کالج میں تشریف لائے تھے ایسے اعلیٰ مرتبے کے اداروں کے مقابلہ میں کالج میں دینیات کی پروفیسری کوئی دنیاوی منفعت کے لئے نہیں تھی محض اس بات کا ثبوت دینے کو تھی کہ ایک واقف زندگی کو کسی بھی کام پر مقرر کیا جا سکتا ہے اور کوئی کام بھی اس کے مرتبے کے منافی نہیں۔ حضرت مولانا اپنے رفقاء کے ساتھ نہایت محبت اور پیار سے پیش آتے ان میں کوئی تفاخر نہیں تھا۔ کئی مرتبہ ایسا ہؤا کہ سرگودھا ایکسپریس سے ربوہ سے لاہور جانے کے لئے ان کے ہمرکاب ہونے کا موقعہ ملا۔ سفر و حضر میں اپنے ماحول کو بشاشت سے خوش گوار بنائے رکھتے۔ سرگودھا ایکسپریس میں صرف دوسرا درجہ ہی نہیں تھا فرسٹ کلاس کا درجہ بھی تھا مگر مولانا ہمیشہ سیکنڈ کلاس میں دوسرے ساتھیوں کی طرح سفر کرتے۔

مولانا سلسلہ کے جید علما میں سے تھے ان کا رسالہ الفرقان ملک کے علمی حلقوں میں بڑا وقیع جانا جاتا تھا۔ ہمارے ایک غیراز جماعت دوست کو بہائی مسئلہ پر اپنا ایم اے کا مقالہ لکھنا تھا۔ اسے علامہ علاؤالدین صدیقی صدر شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی نے کہا کہ وہ ربوہ چلا جائے اور مولانا ابوالعطا صاحب سے استمداد کرے۔ وہ صاحب جو بعد کو اسلامیات کے سینئر پروفیسر کے مرتبہ تک پہنچے ربوہ آئے میں انہیں مولانا کے پاس لے گیا مولانا نے نہ صرف چائے پانی سے تواضع فرمائی بلکہ رسالہ الفرقان کا وہ نمبر بھی انہیں ہدیۃً دے دیا جو آپ نے بڑی محنت سے شائع کیا تھا اور فرمایا اگر اس کے بعد بھی کسی مدد کی ضرورت ہو تو میں حاضر ہوں۔ وہ صاحب عمر بھر مولانا کے اس احسان کو نہیں بھولے۔ یہ کالج کی خوش نصیبی تھی کہ سلسلہ کا مولانا جیسا عالم اس کے سٹاف پر رہا اور طلبا کو علم سے بہرہ ور کرتا رہا۔

ملک محمد عبداللہ صاحب

مولانا کے بعد ملک محمد عبداللہ صاحب بھی کالج کے سٹاف پر رہے بڑے محنتی استاد تھے۔ اپنی اولاد کو بھی انہوں نے ایم اے تک تعلیم دلائی۔ ان کا بیٹا ڈاکٹر ملک مقبول احمد ہمارا شاگرد رہا بیٹی ایم اے تک پڑھی غالباً کسی کالج میں لیکچرار بھی رہی۔ سنا ہے ملک صاحب نے اپنی خودنوشت قلمبند کی تھی ہم تک پہنچی ہوتی تو اس پر ضرور کچھ لکھتے۔

ملک مبارک احمد صاحب

عربی میں ایم اے کی کلاسیں شروع ہوئیں تو اپنے ملک مبارک احمد صاحب جامعہ سے وزیٹنگ پروفیسر کے طور پر تشریف لانے لگے۔ وہ کالج کے واحد وزیٹنگ پروفیسر تھے۔ سارے ملک میں ان جیسا عربی کا عالم اور کوئی نہیں تھا۔ ہم نے علی گڑھ یونیورسٹی کے پروفیسر عبدالعزیز میمن کا بہت ذکر سنا ہے ہمارے ملک صاحب ان سے کسی طور کم نہ تھے۔

محمد لطیف صاحب

ہم نے انگریزی جناب محمد لطیف صاحب سے پڑھی وہ حساب کے ایم اے تھے مگر کالج میں انگریزی پڑھانے پر مامور تھے پھر جماعت کی طرف سے افریقہ چلے گئے۔ واپس آکر وہ بچارے جلد ہی فوت ہو گئے تھے دارالصدر میں بڑی سی کوٹھی انہوں نے خریدی تھی مگر اس میں رہنا انہیں نصیب نہ ہوا۔ ان کا بھائی حفیظ کالج میں آیا تھا اب پتہ نہیں کہاں ہے سنا ہے ان کا بیٹا ڈاکٹر ہے اور یہاں انگلستان میں ہے۔

عطاء اللہ صاحب

ہمارے فارسی کے استاد قبلہ چوہدری عطاء اللہ صاحب تھے نہایت خاموش طبع اور متین صورت آدمی تھے سٹاف روم میں بھی کسی سے کوئی سروکار نہ رکھتے۔ اپنی کلاس لی اور بس مگر سٹاف پر ایسے ایسے تیز لوگ بھی موجود تھے جنہیں چوہدری عطاء اللہ صاحب کی خاموش طبعی ایک آنکھ نہ بھاتی تھی وہ ان سے چھیڑ چھاڑ لگائے رکھتے مگر آفرین ہے چوہدری عطاء اللہ صاحب کہ ان پر کوئی اثر نہ ہوتا ایک میٹھی مسکراہٹ سے ان کی باتیں سن لیتے اور چپ رہتے۔ اچھے خاصے زمیندار تھے کالج کی تنخواہ کے علاوہ بھی ان کو زمین سے خاصی آمدنی ہو جاتی تھی دارالصدر میں ان کی اچھی خاصی کوٹھی تھی مگر سٹاف روم میں چائے پینا یا چائے پلانا ان کی سنت کے خلاف تھا ان کی اس عادت کے خلاف تو پرنسپل صاحب بھی ان سے چائے پلانے یا کھانا کھلانے کا مطالبہ کر لیتے تھے مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوتے۔ فرماتے تھے گھر پر آجائیں پلا دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بیٹا دیا تو البتہ چوہدری صاحب نے سٹاف کو ایک ایک ٹکڑا برفی کا کھلایا۔ ہم ان سے صرف آپشنل فارسی پڑھتے تھے ایف اے میں بھی اور بی اے میں بھی ہم نے فارسی کے ساتھ تعلق قائم رکھا۔ ہمیں یاد نہیں پڑتا کہ چوہدری صاحب نے کبھی کلاس میں بھی سر اٹھا کر کسی طالب علم سے بات کی ہو یا کسی کو ٹوکا ہو۔ ایسے لوگ دنیا میں کتنے ہوتے ہیں؟

محمد شریف خالد صاحب

پروفیسر محمد شریف خالد۔ واقف زندگی تھے کسی زمانہ میں وکیل الدیوان کے عہدے پر بھی کام کیا تھا۔ سیدھے سادے جاٹ ! پرائیویٹ طور پر ایم اے انگریزی کر لیا تو کالج کے سٹاف پر آ گئے مگر انگریزی نے ان کا کچھ نہیں بگاڑا تھا۔ وہی جاٹوں والی سادگی لباس میں بھی پڑھانے میں بھی اور رکھ رکھاؤ برتاؤ میں بھی۔ ایک سائیکل پر کالج آتے تھے پھر ایک روز سٹاف روم میں یہ اعلان فرمایا کہ میں نے اپنی سائیکل بیچ کر ایک بھینس خرید لی ہے۔ ایک دوست فرمانے لگے لو کل سے شریف خالد صاحب بھینس پر سوار ہو کر کالج تشریف لایا کریں گے۔ مگر شریف خالد صاحب بھینس پر سوار ہو کر آتے یا سائیکل پر۔ کلاس کا کبھی ناغہ نہ کرتے۔ کالج کے واحد استاد تھے جن پر کلاس چھوڑنے کا الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ لڑکوں میں بہت مقبول تھے۔ زیادہ تر طالب علم انہیں چاچا شریف خالد کہتے تھے اور شریف خالد صاحب کا برتاؤ بھی طلبا سے بڑا ہمدردانہ اور چاچانہ تھا۔ کالج سے فارغ ہوتے تو اپنی بھینس کے لئے چارہ خود کاٹ کر لاتے اور گھر پر انہیں دیکھ کر ذرا اندازہ نہیں ہوتا تھا کہ کالج کے پروفیسر ہیں۔ اندر باہر سے ایک تھے کھرے اور صاف گو۔ بچوں کو انگریزی کی ٹیوشن بھی پڑھاتے تھے مگر صرف ان کو جو گھر پر آکر ان سے پڑھیں کسی کے ہاں جا کر پڑھانا ان کی عادت نہیں تھی۔ کالج سے سبکدوشی کے بعد ماشاء اللہ لمبی عمر پائی اور ربوہ میں ہی پیوند خاک ہوئے۔

میاں عطاء الرحمٰن صاحب

اپنے سائنس کے رفقاء کا ذکر میں اب تک مؤخر کرتا چلا آ رہا ہوں۔ میاں عطاء الرحمٰن ! آدمی نہیں فرشتہ تھے لباس میں وضع داری ان کی خصوصیت تھی ہمیشہ اچکن شلوار قمیص پہنتے اور ٹوپی اوڑھتے ہاتھ میں چھڑی رکھتے یا گرمیوں میں چھتری۔ دارالرحمت وسطی میں اپنے گھر سے نکلتے تو ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے کالج آتے ریلوے لائن کے ساتھ چلنے کی غایت یہ تھی کہ جوتے ربوہ کی بے پناہ گرد سے محفوظ رہیں۔ کالج پہنچتے ہی چائے کا پانی ہیٹر پر رکھ دیتے چائے بن جاتی تو اطمینان سے بیٹھ کر اس کی چسکیاں لگاتے اور لطف لیتے۔ ہم نے سائنس نہیں پڑھی مگر ان کے طلباء کو یہی کہتے سنا کہ فزکس پڑھنی ہو تو میاں عطاء الرحمٰن صاحب سے پڑھو۔ علم کو پانی کر دیتے ہیں۔ طبیعت کے دھیمے تھے مگر ایک بار ہم نے انہیں غصہ میں بھی دیکھا۔ کسی لڑکے نے کسی استاد کے خلاف ان سے شکایت کرتے ہوئے نازیبا الفاظ استعمال کئے تھے۔ میاں صاحب نے اس طالب علم کو اتنے غصہ سے اپنے کمرے سے نکل جانے کو کہا کہ ہم جو پڑوس میں نصیر خاں صاحب کے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے حیران رہ گئے۔ وہ طالب علم باہر نکل کر رونے لگا۔ ذرا سی دیر کے بعد میاں صاحب کمرہ سے باہر آئے اور اس سے معافی مانگنے لگے بیٹا اساتذہ کے خلاف نازیبا باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ تب ہمیں پتہ چلا کہ اس طالب علم نے کیا حرکت کی تھی۔ اس روز سارا دن میاں صاحب خاموش خاموش رہے۔

میاں صاحب صبح کالج آتے اور شام تک جب تک پریکٹیکل وغیرہ ختم نہ ہو جاتے کالج میں رہتے۔ دوپہر کے کھانے کا کیا کرتے تھے ہمیں علم نہیں۔ چائے تک تو خود بناتے تھے اپنے شعبہ کے مددگار کارکنوں سے نہیں بنواتے تھے۔

فزکس کے کارکن غلام حیدر صاحب بھی کالج کے مخلص خدمت گزار تھے کالج کی تعمیر کے کام میں وہ بہت مستعدی سے حضرت میاں صاحب کے ساتھ کام کرتے رہے ان کا ایک بیٹا ہمارا کلاس فیلو تھا دوسرا ہمارا شاگرد ہوا۔

پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب

پروفیسر حبیب اللہ خاں! حضرت مولانا ذوالفقار علی خاں گوہر کے صاحبزادے اور مولانا عبدالمالک خاں صاحب کے بھائی تھے۔ کیمسٹری کا آدمی ہونے کے باوصف نہایت ادب دوست اور ادب پرور آدمی تھے۔ سائنسی موضوعات پر ان کے کتابیں اردو سائنس بورڈ نے چھاپیں اور انہیں انعام بھی دئے۔ پروفیسر حبیب اللہ خاں صاحب کی سائیکل بھی پطرس کی سائیکل کی قریبی رشتہ دار تھی مگر اس نے خاں صاحب کا ساتھ نبھایا۔ حبیب اللہ خاں صاحب کی آواز بھی اپنے ابا کی طرح پاٹ دار تھی۔ کیمسٹری تھیٹر میں ہم جیسوں کو

لاؤڈ سپیکر کی ضرورت پڑتی تھی مگر خان صاحب بغیر کسی لاؤڈ سپیکر کے پڑھاتے تھے۔ ان کی محنت کا یہ عالم تھا کہ کالج میں پڑھاتے تھے پھر پریکٹیکل کرواتے تھے کالج کے کنٹرولر امتحانات تھے امتحانات کے لئے پرچوں کی تیاری چھپوائی اور بروقت تقسیم اس کے بعد نتائج مرتب کرنے کی ذمہ داری بڑا اہم کام تھا اور خاں صاحب کرتے تھے ان کے ساتھ صرف ایک کارکن ہمارے ناصر احمد صدیقی تھے۔ یہ سارے کام ان کے تدریسی فرائض میں شامل نہیں تھے مگر وہ اپنی راتیں کالی کرتے تھے۔ پھر کتابیں لکھتے بھی تھے۔ ادھر ماشاء اللہ بھرا پرا خاندان تھا بہت سے بیٹے بیٹیاں۔ کریم اللہ اور کلیم اللہ دونوں کالج میں تھے ہمیں آج تک پہچان نہیں ہوئی کہ ان میں کون کریم اللہ ہے اور کون کلیم اللہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ہم جیسے لفظوں کے طوطے مینا بنانے والوں کے علاوہ کیسے کیسے محنتی لوگ ہمارے کالج کو دے رکھے تھے۔

مسعود احمد عاطف صاحب

فزکس میں اپنے مسعود احمد عاطف تھے اپنے مولانا عبدالرحیم درد کے داماد۔ کالج میں بس اپنے کام سے کام رکھتے تھے پڑھایا پریکٹیکل کروائے اور واپس گھر۔ کالج کی کسی زائد از نصاب سرگرمی میں انہیں مصروف نہیں پایا۔ اپنا گھر بنوانے کی انہیں لو لگی ہوئی تھی مگر گھر بن گیا تو بچارے رہگزائے قضا ہو گئے اس گھر میں زیادہ رہنا انہیں نصیب نہ ہوا۔ البتہ بچوں کی تعلیم و تربیت خوب کی۔ اس میں ہماری بہن رضیہ درد کا بھی بہت حصہ ہے۔

نصیر احمد بشیر صاحب

زوآلوجی میں نصیر احمد بشیر آئے۔ ایم ایس سی میں گولڈ میڈل لے کر آئے تھے بڑے لمبے چوڑے وجیہہ آدمی تھے اور ربوہ کے دارالصدر کے احمد نگر کی سمت کے آخری کونے پر ایک سرخ کوٹھی میں رہتے تھے وہاں سے اپنے چھوٹے سے ٹیریئر کتے کی زنجیر پکڑ کر نکلتے کالا گاؤن گھر سے ہی زیب تن کر لیتے پہلے ریلوے لائن تک آتے اور ریلوے لائن کے ساتھ چلتے چلتے کالج تک تشریف لاتے۔ ان کے آنے سے قبل کالج کو بیالوجی کا کوئی استاد میسر نہیں تھا ہمارے اپنے ڈاکٹر حمید احمد خاں جیسے ذہین طلبا ہی کام چلا لیتے تھے اور اعلیٰ کامیابیاں بھی حاصل کرتے تھے۔ نصیر احمد بشیر صاحب ایک دو سال کے بعد پی ایچ ڈی کے لئے امریکہ چلے گئے ان سے کوئی بیس برس بعد میڈیکل کالج فیصل آباد میں ملاقات ہوئی آپ وہاں فزیالوجی کے پروفیسر تھے۔ آپ نے وہاں بھی اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا مگر جلد ہی دست اجل نے انہیں اچک لیا۔

نصیر احمد خان صاحب

اپنے پروفیسر نصیر احمد خاں! زباں پہ بارے خدایا یہ کس کا نام آیا۔ ذہانت فطانت اور وجاہت اللہ تعالیٰ نے تینوں چیزیں انہیں بدرجہ اتم عطا کی تھیں۔ علی گڑھ کے پڑھے ہوئے تھے اس لئے علی گڑھ والوں کی جدت پسندی بھی ان میں تھی۔ کالج کی زائد از نصاب سرگرمیوں کی جان تھے۔ یونین کو یونین بنا دیا باسکٹ بال کا کھیل شروع کیا تو ربوہ کو باسکٹ بال کا قومی مرکز بنا دیا۔ فزکس کے شعبہ میں ایم ایس سی کی کلاسز شروع کرنے کا سہرا پرنسپل صاحب کے بعد انہی کے سر ہے۔ ایم اے عربی کی کلاسیں تو پہلے شروع تھیں سائنس میں کسی کالج کو یونیورسٹی کے مقابلہ پر لا کھڑا کرنا کوئی معمولی کام نہیں تھا ہمارے کالج نے یہ کام کر دکھایا۔ نتائج دیکھ کر یونیورسٹی والوں نے بھی اعتراف کیا کہ ربوہ کالج کا معیار ہم سے کہیں آگے اور بہتر ہے۔

پھر نصیر احمد خاں صرف سائنسدان ہی نہیں تھے نہایت اچھے شاعر بھی تھے ان کا مجموعہ کلام رود چناب چھپا ہوا ہے۔ ہمارے ساتھ بہت بے تکلف بھی تھے اور محبت کا سلوک بھی روا رکھتے تھے۔ ابھی پچھلے دنوں اپنے بھائی مسعود احمد خاں دہلوی کا انتقال ہوا ہے ہم نے کسی مضمون میں لکھا تھا کہ بھائی مسعود احمد خاں دہلوی سیٹھ محمد اعظم اور نصیر احمد خاں اکٹھے ہو جاتے تو وہ پھلجھڑیاں چھوٹتیں کہ چراغاں ہو جاتا۔ نصیر احمد خان کا اتنا مختصر ذکر کرنا ہمارے لئے ممکن نہیں مگر ان کی شخصیت کے تمام پہلو اجمال کے ساتھ ہم نے بیان کر دیئے ہیں۔ یہ جوان رعنا، دل کی بیماری کے ہاتھوں اچانک ہم سے رخصت ہو گیا مگر اس کی یادیں اب تک دل میں کروٹیں لیتی ہیں۔ ان کے دونوں بیٹے ہمارے شاگرد ہوئے اور بیٹی عائشہ ہمارے دوست عنایت اللہ منگلا سے بیاہی ہوئی ہے تینوں بچے اپنے ابا کے دوست ہونے کی وجہ سے ہمارے ساتھ احترام و محبت کا سلوک روا رکھتے ہیں۔

دیگر اساتذہ

سٹاف میں مولوی محمد دین صاحب اسلامیات کے پروفیسر تھے بزرگ آدمی تھے اس لئے ہم ان سے اس طرح بے تکلف نہ ہو سکے جیسے دوسرے استادوں سے تھے مگر اپنے مضمون میں سند تھے۔ ان کے بعد اپنے عثمان صدیقی آئے ہماری ہی گلی کے مکین۔ واحد پروفیسر تھے جو ٹخنوں سے اونچی شلوار پہنتے تھے اور جرابوں کے بغیر جوتے۔ اٹلی میں مربی بھی رہے تھے واپس آنے کے بعد گھٹیالیاں کالج میں بھی پڑھایا جامعہ نصرت میں بھی پڑھایا پھر کالج کے سٹاف پر آ گئے۔ ہر وقت زیر لب دعائیں کرتے رہنا ان کا شیوہ تھا کئی بار ایسا ہوا کہ گلی میں ہمارے پاس سے گزر گئے اور دیکھا تک نہیں جب ہم نے شکوہ کیا تو فرمایا اچھا میں اپنے خیالات میں مگن تھا میں نے نہیں دیکھا۔ کالج میں بھی ان کا یہی عالم تھا۔ نیک خو تھے اور دیندار۔ ساتھ ہی اپنے شاگرد اور بعد کے رفیق کار انور حسن یاد آئے۔ کالج میں تھوڑا عرصہ ہی پڑھایا پھر افریقہ چلے گئے واپس آئے تو اس جانبار کو دست اجل نے جوانی ہی میں چھین لیا۔ نہایت متقی نوجوان تھے۔

اپنے پروفیسر محمد ابراہیم ناصر کسی زمانہ میں ہنگری میں مربی رہے۔ پھر قدرت انہیں چنیوٹ سکول میں لے آئی کیونکہ اس کے اردگرد کنیر کی باڑھ تھی ہمارے ماسٹر ابراہیم ناصر صاحب نے وہ باڑ ہمارے ہاتھوں پر صرف کر دی مگر حساب ہمیں آنا تھا نہ آیا۔ پھر کالج میں آ گئے۔ ہم نے پہلے دن انہیں کالج میں دیکھا تو چنیوٹ سکول کی کنیر یاد آئی مگر الحمد للہ کہ حساب سے ہماری جان چھوٹ چکی تھی اور ناصر صاحب کی بیدزنی سے بھی۔ ناصر صاحب کے سپرد کالج کے نصابیات کا شعبہ تھا شاید امتحانات کا کام بھی آپ نے کچھ عرصہ تک کیا۔ اچکن پہن کر کالج آتے تھے کلاس میں جاتے تو چاکوں کا پورا ڈبہ ختم کر کے لوٹتے ہاتھ اور اچکن دونوں چاک سے لتھڑے ہوتے۔

پروفیسر رحمت علی مسلم گورنمنٹ کالج سرگودھا سے ریٹائر ہوئے تو کالج میں آ گئے۔ پھر جامعہ میں پڑھاتے رہے۔ اردو اور فارسی دونوں زبانوں کے ایم اے تھے اور خوب عالم آدمی تھے۔

اب اپنے عزیز دوست اور رفیق عبدالرشید غنی کا ذکر آ گیا۔ اللہ غنی کیا باغ و بہار آدمی تھے۔ کالج میں ڈیمانسٹریٹر تھے پھر پشاور یونیورسٹی سے حساب کے مضمون میں ایم ایس سی کر کے کالج کے سٹاف پر آ گئے۔ فرمایا کرتے تھے میں یونیورسٹی بھر میں سوم تھا دوست کہتے تھے تین ہی لڑکے ہوں گے۔ منہ پھیر کر فرماتے تھے ہاں تین ہی تھے۔ حساب پڑھاتے تھے اور ہاکی یا فٹ بال کھلاتے تھے حالانکہ خود دونوں میں سے کوئی کھیل بھی نہیں کھیل سکتے تھے۔ خدام الاحمدیہ میں بھی بڑے مستعد تھے اور انصار اللہ میں بھی۔ سلسلہ کے کاموں میں انہیں خاص دلچسپی تھی۔ نیشنلائزیشن کے بعد کالج کے وائس پرنسپل ہو کر ریٹائر ہوئے ایک ہی بار اپنے بیٹے سے ملنے کینیڈا تشریف لائے پھر موت نے انہیں کھینچ لیا۔ کینیڈا آئے تو انہیں دل کی تکلیف ہو چکی تھی مگر حوصلہ میں تھے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد ان کی سنائونی آ گئی۔ ہمارے گروپ کے آدمی تھے اس لئے ہمارے ساتھ بے تکلفی بھی بہت تھی۔ اللہ بخشے دوستوں کے دوست تھے اور بڑے مہمان نواز۔

چوہدری فضل داد کالج کے پی ٹی تھے پھر لائبریرین ہو گئے لائبریری میں بیٹھے اپنی موٹے موٹے شیشوں والی عینک سے لوگوں کو گھورتے رہتے اور کبھی کبھار نعرہ بلند فرماتے خاموش۔ حالانکہ پہلے ہی سناٹا ہوتا۔ کسی زمانے میں اچھے کھلاڑی تھے پرنسپل صاحب کے ساتھیوں میں سے تھے اس لئے کوئی ان سے اونچ نیچ نہیں کر سکتا تھا۔ کالج کے دفتر میں جنید ہاشمی صاحب تھے حضرت قاضی محمد ظہور الدین اکمل کے صاحبزادے، ان کے نائب ناظر مال مقرر ہونے پر قریشی محمد عبداللہ صاحب آئے وہ انجمن میں واپس جا کر آڈیٹر کے طور ریٹائر ہوئے۔ چوہدری محمد احمد بوبک تھے ہمارا پی ایچ ڈی کا مقالہ آپ نے بڑی محنت سے ٹائپ کیا تھا۔ ان کے علاوہ دوسرے کارکن بھی توجہ کے مستحق ہیں ہوسٹل والے حسن دین صاحب اور میجر بشیر، دریا والے سردار ملاح، پرنسپل کے گھر کی چوکیداری کرنے والے گل خاں۔ پرنسپل کے خدمت گذار لعل دین صدیقی کا مرحوم بھائی محمد علی۔ بایالوجی کے مددگار عبدالستار اور شریف، شریف نام کے ایک کارکن کیمسٹری میں بھی تھے، بیلدار سونی اور ماشکی چراغ! اور اپنے ڈسپنسری والے ڈاکٹر سراج الدین اور لئیق! یہ سب کالج کے مخلص خدمت گزار تھے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

اور اب رہ گیا شادی! بھلا شادی کے اوصاف کو بھی کاغذ میں پابند کیا جا سکتا ہے؟ شادی شادی تھا کالج کے ساتھ لازم و ملزوم اور کالج کے طلبا میں ہر ایک کا جاننے والا۔ اس کی خواہش تھی کہ مرنے کے بعد کالج ہی کی چار دیواری میں دفن ہو مگر اس کی موت کہیں کسی گاؤں میں ہوئی اور اس کے لواحقین نے کالج والوں کو اطلاع تک نہیں دی۔ مدتوں بعد پتہ چلا کہ شادی نہیں رہا۔ شادی ہر طالب علم کو یاد ہے بھلا وہ بھی مر سکتا ہے؟

بقیہ صفحہ 6 دو جاں نثاران راہ وفا کا ذکر خیر

سابق امیر صاحب لاہور کے گھر کے باہر رات کو پہرہ دیتے تھے۔

دارالذکر سے ہمارے سارے خاندان کی پرانی وابستگی ہے۔ اکثر اوقات ہمارا سارا خاندان دارالذکر میں پایا جاتا۔ ہم باقاعدگی سے جمعہ کے لئے دارالذکر آتے۔ میں اور امی تو اکثر لجنہ کے کاموں کے لئے دارالذکر میں واقع لجنہ کے دفتر جاتے۔ بھائیوں کے اجلاسات ہوتے۔ چھوٹی بہن کی وقف نو کی کلاسز ہوتیں۔ رمضان المبارک میں حضور کے درس اور تراویح کے لئے جاتے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے تمام گھر والوں کو صبر و حوصلہ عطا کرے اور ابو اور تمام شہداء کے بلند درجات کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

مکرم وسیم احمد ظفر صاحب مربی سلسلہ

19واں جلسہ سالانہ برازیل 2012ء

حضور انور کا پیغام، اخلاقیات کے متعلق قرآنی تعلیم کا بیان اور مہمانوں کے تاثرات

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ برازیل کو انیسواں جلسہ سالانہ مورخہ 14 اور 15/ اپریل 2012ء کو بہت کامیابی کے ساتھ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

تیاری جلسہ

اس جلسہ کی تیاریاں کافی عرصہ پہلے سے شروع ہو گئی تھیں۔ جلسہ میں شرکت کیلئے ایک دعوت نامہ فون اور ای میل کے علاوہ اخبارات سے بھی رابطہ کیا اور تفصیلی انٹرویوز دیئے چنانچہ دو مقامی اخباروں -Tribuna de Petropolis Diario de Petropolis نے جلسہ سے قبل اور بعد میں بھی جلسہ سے متعلق رپورٹس شائع کیں۔ ایک اخبار نے جلسہ کے شرکاء کی فوٹو بھی شائع کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام

الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ برازیل اپنا انیسواں جلسہ سالانہ منعقد کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور اس جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب و کامران کرے اور شاملین کو اس کی روحانی برکات سے کماحقّہ مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ نے اس جلسہ کا موضوع ''اعلیٰ اخلاق'' رکھا ہے۔ یہ اس زمانہ میں بہت ہی اہم مضمون ہے۔ دنیا میں امن کے قیام کے لئے انسان کے اعلیٰ اخلاق ہی اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ (-) نے اخلاق پر بہت زور دیا ہے اور ہر مومن (-) کو اعلیٰ اخلاق پر قائم ہونے کی تعلیم دی ہے۔ مذہب (-) کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ اخلاقی قدروں کو دنیا میں قائم کیا جائے۔ جیسا کہ ارشاد ہے تخلّقوا باخلاق اللّٰہ کہ اللہ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو۔ ایک اور جگہ فرمایا............ کہ اللہ کے رنگ اختیار کرو اور اللہ کے رنگوں سے زیادہ کس کا رنگ بہترین ہو سکتا ہے۔

بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد ہی یہ بیان فرمایا ہے۔............ کہ مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔

چنانچہ (-) نے زندگی کے ہر شعبہ میں اعلیٰ اخلاق کے قیام کی طرف توجہ دلائی ہے اور آغاز ہر گھر سے فرمایا ہے۔ ایک گھر میں پیدا ہونے والے بچوں کو اپنے والدین سے حسن سلوک اور ان کا احترام کرنے کی تعلیم ہے اور کہا ہے کہ والدین کی اطاعت کرو۔ سوائے شرک کے ان کی ہر بات کو مانو اور ان کو اُف تک نہ کہو۔ والدہ کے بارہ میں فرمایا کہ وہ زیادہ حسن سلوک کی حقدار ہے۔ پھر والدین کو یہ حکم ہے کہ اپنے بچوں کی احسن تربیت کریں۔ ان کے نیک جذبات کا خیال رکھیں۔ ان کی عزت و احترام کریں جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے اَکرموا اولادکم۔ پھر گھر میں خاوند کے حقوق ہیں۔ بیوی کے حقوق ہیں۔ خاوند کو بیوی کے ساتھ حسن سلوک اور اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آنے کا حکم ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے............ کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی سے حسن سلوک کے لحاظ سے بہتر ہے۔ نیز فرمایا .... میرے نمونہ کو دیکھو۔ میں اپنی بیویوں سے حسن سلوک کے اعتبار سے سب سے بہتر ہوں۔ پھر گھر سے باہر شہریت کے حقوق ہیں۔ ان میں سب سے مقدم ہمسایہ ہے۔ اسلام نے ہمسایہ کے حقوق پر بہت زور دیا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آیا اور اس نے ہمسایہ کو حقوق پر اتنا زور دیا کہ میں سمجھا کہ وہ اسے وارث قرار دے دے گا۔ آنحضرت ﷺ نے خود ہمسایہ کی خبر گیری اور اُس کے ساتھ حسن اخلاق اور محبت و پیار سے پیش آنے کی تلقین فرمائی ہے اور یہاں تک حکم دیا ہے کہ اگر تم گوشت پکاؤ تو شوربہ زیادہ کر لو تا کہ اپنے ہمسایہ کو بھی اُس میں سے دے سکو۔ اس حکم کی روشنی میں آنحضرت ﷺ کے ایک صحابی کے بارہ میں آتا ہے کہ وہ روزانہ اپنے گھر والوں سے یہ پوچھتے کہ ہمسایہ کو کچھ بھجوایا ہے یا نہیں۔ پھر (-) نے مسافر کے ساتھ حسن اخلاق کے ساتھ پیش آنے کی تلقین کی ہے۔ پس یہ بنیادی ضروری اخلاق ہیں جو معاشرہ کو پُرامن اور خوشگوار بناتے ہیں اور قرآن کریم نے ان پر بہت زور دیا ہے اور اختلاف شریعت و مذہب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہر انسان سے خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آنے کی تلقین کی ہے اور نوع انسان کو کسی قسم کا شر اور تکلیف پہنچانے سے منع فرمایا ہے۔

بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود و مہدی موعود نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' میں اس موضوع پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

اخلاق دو قسم کے ہیں اوّل وہ اخلاق جن کے ذریعہ سے انسان ترک شر پر قادر ہوتا ہے، دوسرے وہ اخلاق جن کے ذریعہ سے انسان ایصال خیر پر قادر ہوتا ہے اور ترک شر کے مفہوم میں وہ اخلاق داخل ہیں جن کے ذریعہ انسان کوشش کرتا ہے کہ تا اپنی زبان یا اپنے ہاتھ یا اپنی آنکھ یا اپنے کسی اور عضو سے دوسرے کے مال یا عزت یا جان کو نقصان نہ پہنچاوے یا نقصان رسانی اور کسرشان کا ارادہ نہ کرے اور ایصال خیر کے مفہوم میں تمام وہ اخلاق داخل ہیں جن کے ذریعہ سے انسان کوشش کرتا ہے کہ اپنی زبان یا اپنے ہاتھ یا اپنے مال یا اپنے علم یا کسی اور ذریعہ سے دوسرے کے مال یا عزت کو فائدہ پہنچا سکے یا اس کے جلال یا عزت ظاہر کرنے کا ارادہ کر سکے یا اگر کسی نے اس پر ظلم کیا تھا تو جس سزا کا وہ ظالم مستحق تھا اُس سے درگزر کر سکے اور اس طرح اُس کو دکھ یا عذاب بدنی اور تاوان مالی سے محفوظ رہنے کا فائدہ پہنچا سکے یا اُس کو ایسی سزا دے سکے جو حقیقت میں اُس کے لئے سراسر رحمت ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 339)

پس () کے نزدیک اعلیٰ اخلاق کا قیام بنیادی امر ہے اور شریعت (-) کے دو ہی حصّے ہیں جن کی حفاظت انسان کو ضروری ہے۔ ایک حق اللہ اور دوسرے حق العباد۔ حق اللہ یہ ہے کہ اس کی محبت، اس کی اطاعت، عبادت، توحید، ذات اور صفات، میں کسی دوسری ہستی کا شریک نہ کرنا اور حق العباد یہ ہے کہ اُن کے ساتھ اخلاق اور ہمدردی سے پیش آنا۔ جو شخص انسان کے ساتھ اخلاق سے پیش آتا ہے خدا تعالیٰ اس کے ایمان کو ضائع نہیں کرتا۔ پس اس جلسہ میں شامل احمدیوں کو خصوصاً اور عوام الناس کو عموماً میں اس بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ ان اخلاق کو اپنے اندر پیدا کریں۔ اگر آپ اعلیٰ اخلاق پر قائم ہو جائیں گے تو اس ذریعہ سے دنیا میں پُرامن معاشرہ کے قیام کے لئے اہم کردار ادا کر رہے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود اپنی جماعت کو نصائح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے۔ تقویٰ کا نُور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو .... ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہئے کہ ابتداء میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے تو اُس کے لئے درد دِل سے دعا کرے کہ اللہ اس کی اصلاح کر دیوے اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے............ خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حِلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 99)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے اور اخلاق حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطاء فرمائے۔

پہلا روز

جلسہ سالانہ کا افتتاحی اجلاس مورخہ 14/ اپریل رات 7 بجے شروع ہوا جس کی صدارت مکرم ندیم احمد طاہر صاحب نائب صدر جماعت برازیل نے کی۔ اس اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور پرتگیزی ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد بچوں نے نظم پڑھی جس کے بعد مکرم گل بخت رضا صاحب نے ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود میں سے چند اقتباس پڑھ کر سنائے۔ پھر صدر مجلس مکرم ندیم احمد طاہر صاحب نے افتتاحی کلمات میں جلسہ سالانہ کی غرض و غائیت بیان کی جس کے بعد خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اس جلسہ کے لئے ارسال کردہ خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ خاکسار نے تقریر کی۔ اس کے بعد صدر مجلس نے دعا کروائی جس کے بعد مردوں، عورتوں اور بچوں کے الگ الگ عام دینی معلومات، میوزیکل چیئرز اور مشاہدہ معائنہ کے دلچسپ مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔

دوسرا روز

ہر سال جماعت احمدیہ برازیل جلسہ سالانہ کے لئے ایک موضوع کا انتخاب کرتی ہے اور دوسرے مذاہب کے نمائندگان کو شرکت کی دعوت دیتی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو آ کر اپنے اپنے مذہب کی تعلیم کی روشنی میں اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ امسال کا موضوع ''اخلاقی زندگی'' تھا تین (3) نمائندگان نے شرکت کی۔ جلسہ سالانہ کے اس اختتامی اجلاس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 85 کے قریب افراد نے شرکت کی جس میں احمدیوں کی تعداد 20 کے لگ بھگ تھی۔

شہر کے میئر کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ وہ اپنی مصروفیات کی وجہ سے خود تو نہیں آئے لیکن انہوں نے اپنا ایک نمائندہ بھجوایا جو جلسہ کی ساری کارروائی کے دوران موجود رہے انہوں نے میئر کا

پیغام پڑھ کر سنایا اور جماعت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے نیک جذبات کا اظہار کیا۔ میئر کے نمائندہ نے بعد میں اپنے ایک انٹرویو میں کہا کہ وہ بہت اچھا تاثر لے کر لوٹ رہے ہیں اور دوبارہ بھی آنے کے خواہش مند ہیں۔

اختتامی اجلاس کا باقاعدہ اجلاس خاکسار صدر جماعت و مربی انچارج جماعت احمدیہ برازیل کی صدارت میں شروع ہوا۔ اجلاس کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا اور پرتگیزی زبان میں ترجمہ پیش کیا گیا۔ اس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود کا تقویٰ سے متعلق منظوم کلام اور ترجمہ پیش کیا گیا اس کے بعد مکرم اعجاز احمد ظفر صاحب نے پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بہت ہی ایمان افروز پیغام خاکسار نے پڑھ کر سنایا جس کا پرتگیزی میں ترجمہ مکرم ندیم احمد طاہر صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد سٹیج سیکرٹری نے سب نمائندگان کو باری باری سٹیج پر بلایا اور ان کا تعارف کروایا گیا۔ جس کے بعد انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا سب نے جماعت کے ساتھ تعلق کا اظہار کیا اور اس رواداری کی کوشش کی تعریف کی ان میں کیتھولک فرقہ سے تعلق رکھنے والے شہر کے بہت معروف پادری Frei Volney Berkenbrock۔ روحانیت سے تعلق رکھنے والے Celso Antonio Ferreira۔ ایک جاپانی کمیونٹی کے نمائندہ Jose Carlos۔ ان کے علاوہ کافی عرصہ سے مسلسل آکر ہمارے جلسہ میں شریک ہونے والے۔ معذور افراد کی ایسوسی ایشن کے صدر Joao Paulo Oliveira تھے۔

واقفین نو بچوں نے نظم پیش کی۔ آخر میں خاکسار نے اختتامی تقریر میں اللہ تعالیٰ کا اور سب آنے والے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور احمدیت کا تعارف کروایا۔ نیز اعلیٰ اخلاق کے بارے میں قرآنی تعلیم اور اسوۂ رسولؐ کے بارے میں بتایا۔

اس کے بعد علمی و ورزشی مقابلہ جات میں جیتنے والوں کو انعامات تقسیم کئے گئے۔ آخر میں خاکسار نے دعا کروائی۔

دعا کے بعد سب حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ اس دوران بھی لوگوں سے بات چیت اور سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ اس طرح یہ جلسہ توقع سے بڑھ کر کامیاب رہا۔ الحمدللہ یقیناً یہ خلیفہ وقت کی دعاؤں کی برکت ہے۔

گو کہ یہ بارشوں کا موسم تھا تاہم اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ہمارا جلسہ بخیر و خوبی گزرا جس کے معاً بعد بارش ہونا شروع ہوگئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے مثبت اثرات مرتب فرمائے۔ آمین

ش۔جہاں

دو جاں نثاران راہ وفا کا ذکر خیر

میرے والد مکرم محمد اسلم بھروانہ صاحب اور پھوپھی زاد بھائی مکرم سجاد اظہر بھروانہ صاحب

28 مئی 2010ء کو میرا ایک بھائی ماڈل ٹاؤن بیت الذکر میں اور چھوٹا بھائی، ابو اور پھوپھی زاد سجاد کے ساتھ دارالذکر میں تھا۔ ان چار لوگوں میں سے دو لوگوں کو تو اللہ نے جان کا نذرانہ پیش کرنے کا موقع دیا اور دو کو زندہ سلامت ہمیں لوٹا دیا۔

سجاد کی وفات کی خبر ہمیں رات کو سات سے ساڑھے سات بجے کے درمیان ملی۔

سجاد کی خوبیوں کے بارے میں میں کیا بیان کروں وہ تو خوبیوں کا پیکر تھا۔ نیک شریف، ہمدرد، نمازوں اور تہجد کا پابند۔ ہر ایک سے مسکراتے چہرے کے ساتھ ملتا۔ میں نے اسے کبھی بھی لغویات میں مشغول نہ دیکھا۔ اس کی زندگی میں صرف دو ہی کام تھے، ایک اپنی نوکری پر جانا اور دوسرا جماعت کا کام کرنا اور وہ اکثر اوقات جماعت کے کاموں کو نوکری پر ترجیح دیتا۔ دارالذکر جیسے اس کا دوسرا گھر تھا۔ اس کی بہت خواہش تھی کہ وہ اپنے بچوں کی پرورش ربوہ جیسے پاک ماحول میں کرے اور اس کے لئے وہ ربوہ شفٹ ہونا چاہتا تھا اور اس کی یہ خواہش شہادت کے بعد پوری ہوئی جب اس کی فیملی ربوہ شفٹ ہوئی اور آجکل اس کا بڑا بیٹا عطاء الشافی واقف نو نصرت جہاں اکیڈمی میں پڑھ رہا ہے اور اس کی چھوٹی بیٹی فوزیہ سجاد بھی سکول داخل ہونے ہی والی ہے۔

اب میں اپنے پیارے ابو محمد اسلم بھروانہ شہید کا ذکر کرنا چاہوں گی جو میرے لئے ایک سائبان کی طرح تھے اور ان کے جانے کے بعد مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں کڑی دھوپ میں کھڑی ہوں اور ان کی یاد کبھی بھی میرے دل سے نہیں نکل سکتی۔

میرے پیارے ابو ایک نہایت نیک دل، ایماندار، تہجد گزار شخص تھے۔ جماعت سے انہیں عشق کی حد تک لگاؤ تھا اور میں نے اپنی ساری زندگی میں کبھی بھی چھٹی والے دن اور دفتر کے بعد شام کو کبھی بھی انہیں گھر میں نہیں دیکھا وہ ہمیشہ جماعتی میٹنگز میں مصروف رہے۔ ہماری حسرت رہی کہ کبھی ابو چھٹی والے دن گھر پر ہوں اور ہمارے ساتھ کچھ وقت گزاریں اور اپنے اس ٹف شیڈیول پر کبھی بھی میں نے انہیں شکوہ کرتے نہیں دیکھا۔ جماعت کے کام کے لئے اگر انہیں فجر سے رات گئے تک کام بھی کرنا پڑتا تو کبھی ایک شکن بھی ان کے ماتھے پر نہ آتی اور نہ کبھی انہوں نے تھکن کا اظہار کیا۔ لیکن اتنی مصروفیت کے باوجود وہ اکثر ہمیں سیر پر بھی لے جاتے تھے۔ ریلوے کے افسر ہونے کے باوجود انہوں نے ہمیشہ رزق حلال کمایا۔ ہم سب بہن بھائیوں کو ریلوے کے سکولوں میں تعلیم دلوائی۔ کبھی امی نے شکوہ کرنا کہ دوسرے افسروں کے بچے تو شہر کے مہنگے سکولوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور ہمارے بچے سرکاری سکولوں میں تو ابو نے کہنا کہ میں بھی تو ٹاٹ کے سکولوں میں پڑھ کر یہاں تک پہنچا ہوں یہ بھی اگر محنت سے پڑھیں گے تو ضرور کچھ بن ہی جائیں گے اور شہر کے مہنگے سکولوں کو میری تنخواہ افورڈ نہیں کر سکتی اور ان کی یہ بات بالکل سچ ثابت ہوئی اور ہم سب بہن بھائیوں نے بہت اچھے طریقے سے اپنی تعلیم مکمل کر لی۔

میں نے ہوش سنبھالتے ہی ابو کو ہمیں ایک ہی بات کی تلقین کرتے سنا اور وہ تھی نماز میں باقاعدگی۔ ابو ہمیشہ گھر میں فجر، مغرب اور عشاء کی نماز باجماعت پڑھاتے اور اکثر نماز مغرب کے بعد ملفوظات کا درس دیتے۔ انہوں نے کبھی بھی ہم پر پڑھائی کے معاملہ میں زیادہ سختی نہ کی لیکن نماز کے معاملے میں وہ بہت ہی سخت تھے۔ ابو کو غصہ بہت جلدی آجاتا تھا لیکن اتنی جلدی اتر بھی جاتا۔ جب بھی انہیں غصہ آتا تو ہمارے گھر میں کرفیو جیسی صورتحال ہو جاتی لیکن شکر ہے یہ دورانیہ بہت ہی تھوڑا ہوتا تھا اور وہ اس بات کا دوبارہ کبھی ذکر بھی نہ کرتے جس پر انہیں غصہ آیا ہوتا تھا یعنی ان کا دل بہت ہی جلدی صاف ہو جاتا تھا اور وہ کبھی بھی بغض دل میں نہ رکھتے اور اگر ان کو کوئی بات پسند نہیں تو وہ اس کا برملا اظہار کر دیتے چاہے سننے والا ان کا کوئی افسر ہی کیوں نہ ہو۔

ہم شروع سے ریلوے کے گھروں میں رہے جو خاصے کشادہ ہوتے ہیں اور ہمارا اپنا کوئی ذاتی گھر نہیں ہے۔ ابو کو کبھی بھی گھر بنانے کا شوق نہیں تھا۔ وہ کہتے تھے کہ اس دنیا میں کیا گھر بنانا، اصلی گھر تو اگلی دنیا میں بنانا چاہئے اور واقعی انہوں نے وہ گھر حاصل کر لیا۔ کبھی امی نے پریشان ہونا کہ ہمیں تو چھوٹے گھروں میں رہنے کی عادت نہیں ریٹائرمنٹ کے بعد ہم کہاں رہیں گے اور کرائے کے گھر تو بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔ ابو ہمیشہ انہیں یہ جواب دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہمیشہ بڑے گھروں میں رکھا ہے آگے بھی وہ ہی تمہیں بڑا گھر دے گا اور اس کا شکر ادا کرو۔

میرے پیارے ابو کو کپڑوں اور جوتوں کا بالکل بھی شوق نہیں تھا۔ میں نے انہیں کبھی بھی سوائے دو یا تین دفعہ کے علاوہ اپنے لئے شاپنگ کرتے نہیں دیکھا۔ ان کے زیر استعمال پینٹیں اور جوتے سات سے آٹھ سال پرانے تھے۔ سانحہ کے دن جو جوتے وہ بیت الذکر پہن کر گئے تھے وہ تقریباً 5 سال پرانے تھے۔ الغرض ابو بہت ہی بے نفس انسان تھے۔ اپنی ضروریات کا وہ بالکل خیال نہیں رکھتے تھے لیکن ہماری اور امی کی ضروریات کو احسن طریق سے پورا کرتے تھے۔ جب کبھی بھی امی کے پاس یا ابو کے پاس کچھ پیسے بچ جاتے اور امی ان سے کہتیں کہ نئے کپڑے بنالیں لیکن وہ کہتے بچوں کو کپڑے لے دو اور خود بنالو۔ میں چونکہ پلوٹھی کی اولاد ہونے کی وجہ سے ان کی بہت لاڈلی تھی اور وہ میری کبھی بھی کوئی ضد رد نہ کرتے تھے۔

ابو جمعہ کی نماز کے لئے باقاعدگی سے جاتے تھے۔ سوائے اس وقت جبکہ ان کی طبیعت انتہائی ناساز ہو اور جمعہ کی نماز کے لئے جلدی چلے جاتے تھے کیونکہ انہوں نے دعا کے اعلانات خطبہ جمعہ سے پہلے کرنے ہوتے تھے اور اکثر بھائیوں کو گھر چھوڑ جاتے کہ میں لیٹ ہو رہا ہوں تم لوگ تیاری میں دیر لگاتے ہو بعد میں آجانا۔

خلیفہ وقت اور خلافت سے انہیں بہت ہی زیادہ پیار تھا اور ایک وفا کا تعلق تھا۔ باقاعدگی سے حضور کا خطبہ جمعہ سنتے اور ہمیں بھی سناتے۔ بچپن میں MTA کے آنے سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خطبہ جمعہ کی کیسٹیں ہمیں سناتے اور کہتے غور سے سنو میں بعد میں خطبہ کے بارے میں سوال پوچھوں گا تا کہ ہم لوگ خطبہ غور سے سنیں اور ابو کے رعب کی وجہ سے ہم خطبہ بہت غور سے سنتے۔

جب MTA نیا نیا شروع ہوا تو ہمارے گھر MTA نہ تھا۔ چنانچہ ابو ہمیں ہر جمعہ اور رمضان المبارک میں روزانہ کافی دور سے دارالذکر لاتے اور اس میں انہوں نے کبھی ناغہ نہ کیا۔

ابو نے ریٹائرمنٹ کے بعد زندگی وقف کی تھی اور اس سے وہ بہت خوش تھے اور خاص طور پر اپنی صحت کا خیال رکھتے تا کہ ریٹائرمنٹ کے بعد جماعت کی اچھے طریقے سے خدمت کر سکیں۔

ابو بہت بہادر انسان تھے اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے تھے۔ انہیں کسی چیز کا خوف نہ تھا جن دنوں پہلے لاہور کے حالات خراب تھے تو

باقی صفحہ 4 پر

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم راشد محمود صاحب معلم وقف جدید 71 جنوبی ضلع سرگودھا تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مبرور حیدر چیمہ ابن مکرم بلال احمد صاحب چیمہ عمر آٹھ سال اور راضیہ امتیاز بنت مکرم امتیاز احمد چیمہ صاحب عمر پانچ سال آف جرمنی نے قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ لڑکے کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت خاکسار کے حصہ میں آئی اور اسی طرح بچی کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت ان کی والدہ کے حصہ میں آئی، مورخہ 31 دسمبر 2012ء کو بعد از نماز ظہر تقریب آمین کے موقع پر خاکسار نے بچوں سے قرآن کریم کے مختلف حصے سنے اور دعا کروائی۔ مبرور حیدر چیمہ مکرم احسن احمد صاحب کا پوتا اور راضیہ امتیاز مکرم احسن احمد چیمہ کی نواسی ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں بچوں کو قرآن کریم کے انوار سے روشن کرے، ساری زندگی قرآن کریم کو پڑھنے، پڑھانے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے والدین اور خاندان کیلئے مبارک فرمائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم پروفیسر محمد رشید طارق خان صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور بیمار ہیں۔ نزلہ زکام بخار وغیرہ کی تکلیف ہے۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم مرزا مبارک احمد صاحب ابن مکرم ڈاکٹر مرزا عبدالروف صاحب مرحوم سمن آباد لاہور معدہ کی تکلیف کی وجہ سے شدید بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم سلیم احمد خان صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کئی دن سے بخار میں مبتلا ہیں۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم آفتاب احمد چغتائی صاحب رحمٰن پورہ لاہور مارچ 2012ء سے مختلف عوارض میں مبتلا ہیں نیز ان کی اہلیہ محترمہ صدیقہ بیگم صاحبہ کی 4 دسمبر 2012ء سے یادداشت ختم ہو گئی ہے۔ کوئی افاقہ نہیں ہو رہا۔ نیز ان کے نواسے مکرم رئیس احمد صاحب لندن میں دل کی تکلیف سے بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب جماعت سے اس خاندان کے افراد کیلئے شفاء کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

محترمہ بشریٰ رانا صاحبہ باب الابواب غربی ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

میرے بھائی مکرم رانا بشارت احمد صاحب ہالینڈ آجکل بیمار ہیں اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

نکاح و تقریب شادی

مکرم رانا عمران خان صاحب کارکن نظارت خدمت درویشاں تحریر کرتے ہیں۔

مکرمہ حافظہ طیبہ بشریٰ صاحبہ بنت مکرم لیاقت علی صاحب چک نمبر 266 ج۔ب کھڑیانوالہ ضلع فیصل آباد کے نکاح کا اعلان ہمراہ مکرم سعید احمد خرم صاحب مربی سلسلہ ابن مکرم رانا عبدالستار صاحب عیدگاہ روڈ مسعود آباد فیصل آباد کے ساتھ مبلغ 80 ہزار روپے حق مہر پر

اور اسی طرح مکرمہ رابعہ نورین صاحبہ بنت مکرم لیاقت علی صاحب چک نمبر 266 ج۔ب کھڑیانوالہ ضلع فیصل آباد کے نکاح کا اعلان ہمراہ مکرم ذیشان احمد صاحب مربی سلسلہ ابن مکرم مظفر احمد صاحب دارالرحمت شرقی بشیر ربوہ کے ساتھ مبلغ 80 ہزار روپے حق مہر پر مورخہ 4 مارچ 2012ء کو بیت المبارک میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے کیا تھا۔ مورخہ 15 دسمبر 2012ء کو تقریب رخصتانہ کھڑیانوالہ میں بخیر و خوبی انجام پائی۔ تقریب رخصتانہ کے موقعہ پر محترم صاحبزادہ مرزا عبدالصمد احمد صاحب ناظر خدمت درویشاں نے دعا کرائی۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ مولیٰ کریم ہر دو بچیوں کو اپنے فضلوں سے نوازے دونوں بچیاں وقف نو میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کیلئے مبارک کرے۔ آمین

ولادت

مکرم مبارک احمد صاحب کارکن نظارت اصلاح وارشاد رشتہ ناطہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم منظور احمد صاحب کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ 10 جنوری 2013 کو تین بیٹیوں کے بعد پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ حضور انور نے از راہ شفقت بچے کا نام تنزیل احمد عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم منصور احمد صاحب کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ کا پوتا اور مکرم ارشاد احمد صاحب نصیر آباد سلطان ربوہ کا نواسہ ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک صالح خادم دین بنائے اور دین و دنیا کی حسنات سے نوازے اور اپنے رضا کی راہوں پر چلائے اور جماعت کیلئے ایک مفید وجود بنائے۔ آمین

ولادت

مکرم عطاء الرقیب منور صاحب مربی ضلع نارووال تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے خاکسار کو مورخہ 4 جنوری 2013ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام محمد موسیٰ تجویز ہوا ہے۔ نومولود حضرت قاضی اکبر علی صاحب کی نسل سے ہے، مکرم صوفی بشیر احمد صاحب مرحوم کا پوتا اور مکرم مختار احمد صاحب کا نواسہ ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو اپنے فضل سے نیک صالح، خلافت کا فدائی اور خادم دین بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ولادت

محترمہ بشریٰ رانا صاحبہ باب الابواب غربی ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

میرے بھتیجے مکرم رانا مشہود احمد صاحب ولد مکرم رانا بشارت احمد صاحب آف ہالینڈ کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی کے بعد پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ ازراہ شفقت پیارے آقا نے شعور احمد نام عطا فرمایا ہے۔ نومولود ننھیال اور ددھیال کی طرف سے حضرت منشی امیر محمد خان صاحب اہرانوی اور حضرت شیر محمد خان صاحب اہرانوی رفقاء حضرت مسیح موعود کی نسل سے تعلق رکھتا ہے۔ احباب جماعت سے بچے کیلئے دعا کی درخواست ہے کہ مولیٰ کریم بچے کو نیک، خادم دین، صالح احمدیت کا سچا اطاعت گزار، خدمت کرنے والا اور خاندان کی نیک نامی کو قائم کرنے والا بنائے۔

پتہ درکار ہے

مکرم بلال احمد باجوہ صاحب ولد مکرم غلام قادر باجوہ صاحب نے مورخہ 21 جولائی 2011ء کو وحدت کالونی لاہور سے وصیت کی تھی۔ جولائی 2012ء کے بعد موصی کا دفتر سے رابطہ نہ ہے۔ اگر موصی خود یہ اعلان پڑھیں یا کسی کو ان کے موجودہ پتہ کا علم ہو تو دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

بقیہ از صفحہ 2: رسول کریم ﷺ کے حالات

کے بعد آپ نے فرمایا اے لوگو! مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ .... جو تم میں سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا اُسے یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اُس پر کبھی موت وارد نہیں ہو سکتی۔ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا .... اور جو کوئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو اُس کو مَیں بتائے دیتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے ہیں۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ جس وقت ابوبکرؓ نے مامحمدٌ الا رسول والی آیت پڑھنی شروع کی تو میرے ہوش درست ہونے شروع ہوئے۔ اس آیت کے ختم کرنے تک میری روحانی آنکھیں کھل گئیں اور میں نے سمجھ لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقعہ میں فوت ہو گئے ہیں تب میرے گھٹنے کانپ گئے اور میں نڈھال ہو کر زمین پر گر گیا۔

وہ شخص جو تلوار سے ابوبکرؓ کو مارنا چاہتا تھا وہ اب ابوبکرؓ کے صداقت بھرے لفظوں کے ساتھ خود قتل ہو گیا۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ اُس وقت ہمیں یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ آیت آج ہی نازل ہوئی ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے صدمہ میں یہ آیت ہمیں بھول ہی گئی تھی۔ اُس وقت حسان بن ثابتؓ نے جو مدینہ کے ایک بہت بڑے شاعر تھے یہ شعر کہا۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ
فَعَمِیَ عَلَیَّ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ
فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تو تو میری آنکھوں کی پتلی تھا آج تیرے مرنے سے میری آنکھیں اندھی ہو گئیں۔ اب تیرے مرنے کے بعد کوئی مرے، میرا باپ مرے، میرا بھائی مرے، میرا بیٹا مرے، میری بیوی مرے مجھے ان میں سے کسی کی موت کی پرواہ نہیں۔ میں تو تیری ہی موت سے ڈرا کرتا تھا۔

یہ شعر ہر مسلمان کے دل کی آواز تھا۔ اس کے بعد کئی دنوں تک مدینہ کی گلیوں میں مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مسلمان بچے یہی شعر پڑھتے پھرتے تھے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تو تو ہماری آنکھوں کی پتلی تھا تیرے مرنے سے ہم تو اندھے ہو گئے۔ اب ہمارا کوئی عزیز اور قریبی رشتہ دار مرے ہمیں پرواہ نہیں۔ ہمیں تو تیری ہی موت کا خوف تھا۔

☆......☆......☆

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام (پاکستانی وقت کے مطابق)

پروگراموں میں 15,20 منٹ کی کمی بیشی یا تبدیلی کی جاسکتی ہے

21 جنوری 2013ء

12:20 am	بستان وقف نو
1:40 am	الاسکا۔انگلش ڈسکوری پروگرام
2:25 am	اسمائے باری تعالیٰ
3:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 18 جنوری 2013ء
4:10 am	سوال و جواب
5:00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:25 am	تلاوت قرآن کریم
5:50 am	یسرنا القرآن
6:10 am	بستان وقف نو
7:15 am	الاسکا۔انگلش ڈسکوری پروگرام
7:45 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 18 جنوری 2012ء
8:50 am	ریئل ٹاک
9:45 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس سیرت النبی ﷺ
11:30 am	الترتیل
12:00 pm	جلسہ سالانہ یو ایس اے 2008ء
1:05 pm	بین الاقوامی جماعتی خبریں
1:35 pm	خلافت سال بہ سال
2:00 pm	فرنچ پروگرام
3:00 pm	انڈونیشین سروس
4:00 pm	تقاریر جلسہ سالانہ
4:50 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس
5:35 pm	الترتیل
6:05 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 30 مارچ 2007ء
7:05 pm	بنگلہ پروگرام
8:10 pm	تقاریر جلسہ سالانہ
8:55 pm	راہ ہدیٰ
10:30 pm	الترتیل
11:00 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:20 pm	حضور انور کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ

22 جنوری 2013ء

12:30 am	ریئل ٹاک
1:25 am	راہ ہدیٰ
2:55 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 30 مارچ 2007ء
4:00 am	تقاریر جلسہ سالانہ
4:45 am	خلافت سال بہ سال
5:10 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:25 am	تلاوت قرآن کریم
5:35 am	ان سائیٹ
5:45 am	الترتیل
6:15 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 30 مارچ 2007ء
7:15 am	کڈز ٹائم
7:45 am	ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
8:50 am	تقاریر جلسہ سالانہ
9:35 am	خلافت سال بہ سال
10:00 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:30 am	یسرنا القرآن
12:00 pm	جلسہ سالانہ جرمنی 2012ء
1:00 pm	ان سائیٹ
1:30 pm	Australian Flora & Fauna
2:00 pm	سوال و جواب
3:00 pm	انڈونیشین سروس
4:00 pm	سندھی سروس
5:05 pm	تلاوت قرآن کریم اور ان سائیٹ
5:30 pm	یسرنا القرآن
6:00 pm	ریئل ٹاک
7:00 pm	بنگلہ پروگرام
8:15 pm	سپینش سروس
9:00 pm	علم الابدان
9:30 pm	سیرت النبی ﷺ
10:05 pm	فرنچ پروگرام
10:30 pm	یسرنا القرآن
11:00 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:30 pm	جلسہ سالانہ جرمنی 2008ء

درخواست دعا

❁ مکرم طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ صاحب مینیجر روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

مکرم عبدالحمید چٹھہ صاحب سکاٹ لینڈ بیمار ہیں۔ہسپتال میں داخل ہیں۔احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔آمین

❁ مکرمہ پروین حمید صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالحمید شاہد صاحب گیسٹ ہاؤس صدر انجمن احمدیہ ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

میری بڑی بھابھی مکرمہ امۃ الوحید صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ ضلع پشاور کینسر میں مبتلا ہیں۔ان کا آپریشن شوکت خانم ہسپتال میں متوقع ہے۔احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے، صحت و سلامتی والی لمبی زندگی سے نوازے اور آئندہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔آمین

❁ حلقہ سبزہ زار لاہور کے سیکرٹری مال مکرم چوہدری سعید احمد گورایہ صاحب کا مورخہ 10 جنوری 2013ء کو دفتر سے آتے ہوئے کار سے ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔جس سے دائیں بازو اور دائیں ٹانگ پر چوٹیں آئی ہیں۔اتفاق ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔آپریشن متوقع ہے۔اللہ تعالیٰ ان کو شفا دے نیز ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔آمین

ربوہ میں طلوع وغروب 17۔جنوری

طلوع فجر	5:40
طلوع آفتاب	7:06
زوال آفتاب	12:18
غروب آفتاب	5:30

خریداران الفضل وی پی وصول فرمائیں

❁ دفتر روزنامہ الفضل کی طرف سے خریداری الفضل کا چندہ ختم ہونے پر بیرون ربوہ احباب کو وی پی پیکٹ بھجوایا جاتا ہے۔اب جن خریداران الفضل کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کی خدمت میں بوجوہ خاکسار طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ دارالنصر غربی ربوہ کی طرف سے وی پی بھجوایا جا رہا ہے۔مہربانی کر کے ادارہ کی طرف سے ارسال کردہ یہ پیکٹ وصول فرمائیں تاکہ رقم آپ کے کھاتہ میں درج کر کے اخبار الفضل جاری رکھا جاسکے۔ادارہ کو منی آرڈر ارسال کرتے وقت بھی خیال رہے کہ منی آرڈر خاکسار کے نام ہو۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

For Genuine TOYOTA Parts

AL-FURQAN

MOTORS PVT LIMITED

Ph: 021-2724606 2724609

47- Tibet Centre M.A. Jinnah Road, KARACHI

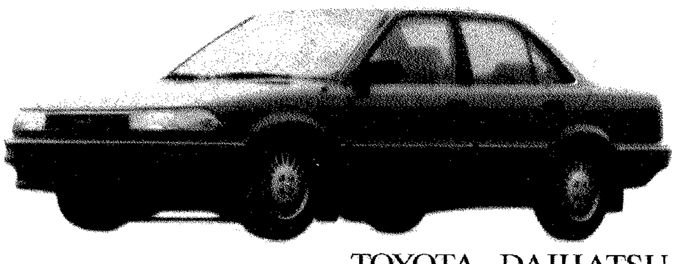

TOYOTA, DAIHATSU

ٹویوٹا گاڑیوں کے ہر قسم کے اصلی پرزہ جات درج ذیل پتہ پر حاصل کریں

الفرقان موٹرز لمیٹڈ

فون نمبر 021-2724606 2724609

47۔ تبت سنٹر ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر 3

نواب شاہی گولیاں مردانہ طاقت کی دوا

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ

NASIR ناصر

Ph:047-6212434 -6211434

سیل سیل سیل

لیڈیز، جینٹس اور بچگانہ جوتوں پر 17 جنوری بروز جمعرات سے محدود مدت کیلئے زبردست سیل

سیل بروز جمعہ بھی جاری رہے گی انشاءاللہ

کامران شوز

حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ 476-215344

FR-10